www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی

امتِ اسلامیہ کے خلاف یہودی سازشیں

رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں اوس و خزرج کے قبائل کی خاصی تعداد اسلام قبول کرچکی تھی۔ آپ کی آمد سے اہل مدینہ میں دین و شریعت پر عمل کرنے اور اس کے مطابق معاشرہ کو ڈھالنے کا جذبہ مزید گہرا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ہجرت کے پہلے سال کچھ ایسے اجتماعی فیصلے فرمائے جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مدینہ منورہ میں امن و سلامتی کے قیام میں مدد ملی بلکہ قبائلیت، علاقائیت اور لسانیت سے بالاتر ایک عالمگیر امت مسلمہ کا تشخص نمایاں ہوگیا۔

اسلام کا پیغام تو آغاز سے ہی عالمگیر تھا، اور کسی خاص علاقہ، نسل یا قبیلہ کے لوگوں تک محدود نہیں تھا۔ اس کے دامن میں قبائل قریش کو بھی پناہ ملی اور اوس و خزرج کے باہم متحارب گروہوں کو بھی امن و سکون ملا، بت پرستوں کے لئے بھی اس کے دروازے اس طرح کھلے ہوئے تھے جس طرح یہود و نصاریٰ کے لئے کھلے ہوئے تھے، چنانچہ شروع سے ہی مختلف علاقوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں نے اسلام کی حقانیت کو سمجھا اور اسے قبول کیا۔

یہودیوں کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ وہ نسل پرستی کے اندھے تعصب میں مبتلا رہے ہیں، اسلام کے ابدی پیغام کے بارے میں بھی ان کا ردعمل معاندانہ اور متعصبانہ تھا۔ انہوں نے مدنی دور کے آغاز سے ہی سازشیں شروع کردی تھیں۔ ان کی سازشوں کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو خاص طور پر جزیرۃ العرب میں اور عام طور پر دنیا بھر میں پھیلنے سے روکا جائے نیز دین کی بنیاد پر امت مسلمہ کو عالمی طور پر ابھرنے نہ دیا جائے، چنانچہ یہودیوں نے شروع سے ہی خفیہ طور پر سازشیں کیں، امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ امت کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بہت سی سازشیں کیں۔

عبداللہ بن ابی جو منافقین کا سرکردہ لیڈر تھا یہودیوں کے ساتھ خاص راہ و رسم رکھتا تھا، اس نے مدینہ منورہ میں علاقائی تعصب پھیلانے کی پوری پوری کوشش کی، اہل مدینہ کو بارہا شہ دی کہ وہ بیرونی عناصر (مہاجرین) کو مدینہ منورہ کی سرزمین سے نکال دیں اور اس کی قیادت کو تسلیم کرلیں تاکہ وہ ان کی قومی حکومت قائم کرسکے۔ [۲] عبداللہ بن ابی نے نیشنلزم کا پرچار یہودیوں کی ملی بھگت سے کیا تھا۔ بنو حنیفہ کے لیڈر مسیلمہ کذاب نے بھی علاقائی بنیاد پر نبوت کا دعویٰ کیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا کہ آپ اپنی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قوم (قریش) تک اپنی قیادت محدود رکھیں اور اس کے علاقے کے لوگوں کی حکومت اس کے حوالے کردیں۔ [۳] رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے قومیت کے اس نظریہ کو رد فرمادیا تھا، مورخین لکھتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے علاقائی تعصب ابھار کر اپنی قیادت چمکانے کی کوشش کی تھی۔

یہودی قبائل اس حد تک اپنی سازشوں میں آگے بڑھے کہ انہوں نے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کی سازش کی تھی اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی قتل کرنے کا گھناؤنا منصوبہ بنایا، لیکن عہد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی مستحکم قیادت اور رسالت کی وجہ سے یہودیوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ دین اسلام کو ہر شعبہ زندگی میں غلبہ ہوا اور امت مسلمہ کا اجتماعی نظم رسول اللہ ﷺ کی زیر قیادت مزید مستحکم ہوا، نتیجتاً ملت اسلامی نے ایک مضبوط اور عالمگیر تہذیب و تمدن اسلامی عقیدہ واخلاق کی بنیادوں پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

یہودی سازشوں کا سلسلہ عہد رسالت کے بعد بھی جاری رہا۔ لیکن عہد خلافت میں بھی انہیں کامیابی نہیں ہوسکی، عہد رسالت و خلافت میں امت مسلمہ کا اجتماعی شعور بیدار تھا۔ اخلاص، دیانت واری، اخلاقی اقدار اور جذبہ علم و عمل مضبوط تھا، امت مسلمہ کی قیادت جن ہاتھوں میں تھی، وہ بھی مخلصانہ طور پر اسلامی اقدار کے محافظ تھے۔ ان کے ملی احساس و شعور اور ذہانت و فراست کی وجہ سے یہودیوں کو اپنے سازشی منصوبوں میں کامیابی نہیں ہوسکی۔ دین اسلام اپنی پوری قوت و عظمت کے ساتھ دنیا میں پھیلتا رہا۔

انیسویں صدی کے اختتام پر بیسویں صدی کے آغاز میں یہودیوں نے زیادہ منظم طریقہ سے اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف سازشوں کا جال بچھانا شروع کردیا۔

ان سازشوں کے تین نمایاں محاذ تھے:

۱۔ اسلام کے بنیادی عقائد و ماخذ کو چیلنج کرنا: ایسے لوگ باقاعدہ تیار کئے گئے جو دین کی بنیادوں کو مشکوک بنا کر پیش کریں اور خاص طور پر سنت کی آئینی حیثیت کو تبدیل کریں۔ اسکا مقصد یہ تھا کہ عام لوگوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کرکے انہیں دین سے دور کیا جائے۔ مستشرقین کا ایک گروہ کافی عرصہ سے اس مقصد کے لئے کام کر رہا ہے اور ان کی تحریروں اور کتابوں کی اشاعت کا کام بہت منظم طریقہ سے ہو رہا ہے۔

۲۔ قوموں کی زندگی میں اجتماعی اخلاقی اقدار کی بہت اہمیت ہے، جو قومیں اجتماعی طور پر اخلاقی پستی کا شکار ہوجاتی ہیں اور اپنی اقدار کو پامال کرکے بے راہ روی کا شکار ہوجاتی ہیں وہ ہمیشہ زوال پذیر ہوتی ہیں۔ امت مسلمہ میں بے راہ روی اور بدکرداری کو فروغ دینے کے لئے نہ صرف یہ کہ خفیہ طریقوں کو استعمال

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کیا گیا بلکہ ثقافت و کلچر کے نام پر بہت سی تنظیموں کو یہ کام سونپا گیا ہے۔[4]

مسلمانوں کے تعلیمی نظام کی بنیادیں بھی تبدیل کرنے کی کوششیں کی گئیں تاکہ سوچ و فکر کا انداز بھی بدل جائے: "اپنے علاوہ تمام اجتماعی قوتوں کو ختم کرنے کے لئے ہم اجتماعیت کی پہلی بنیاد کو تباہ کردیں گے۔ یعنی جامعات کو"[5]

۳۔ امت مسلمہ کے سیاسی مقام اور بین الاقوامی امور میں ان کے کردار کو ختم کرنے کے لئے بھی بہت سی خفیہ تنظیمیں قائم کی گئیں۔ ان کا مقصد امت کے سیاسی اداروں کو تباہ کرنا تھا۔ گذشتہ صدی میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ خلافت کے ادارہ کو مکمل طور پر تباہ کردیا جائے، امت کے مفہوم کو بھلا کر علاقائی اور نسلی تصورات کو ابھارا جائے۔ جہاد، اجتہاد، شوریٰ اور اجماع وغیرہ کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے نکال دیا جائے۔ جس کے بعد امت اسلامیہ میں جد واحد کا تصور ایک خواب بن کر رہ جائے۔ یہودی تنظیمیں اپنے گھناؤنے مقاصد کے لئے مسلسل کام کر رہی ہیں۔ یہودیوں کو اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی وضاحت کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں، امت مسلمہ کی موجودہ حالت زار اور ماضی قریب کی تاریخ سب کے سامنے عیاں ہے۔

خلافت کا ادارہ ملت اسلامی کی سیاسی و اجتماعی عظمت کا نگہبان رہا ہے۔ جب تک یہ ادارہ قائم رہا اس وقت تک دنیا بھر میں امت مسلمہ کو ایک باعزت نمایاں مقام حاصل تھا۔ بین الاقوامی معاملات میں کوئی اہم فیصلہ ملت اسلامیہ کی شرکت کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ کمزور سے کمزور خلیفہ کی بات بھی بڑا وزن رکھتی تھی۔ اس لئے کہ خلیفہ کی بات دنیا بھر کے مسلمانوں کی بات سمجھی جاتی تھی۔ امت مسلمہ کو بھی خلافت کے ساتھ دینی، تہذیبی، تمدنی اور تاریخی تعلق رہا ہے۔

نظم خلافت کی وجہ سے امت مسلمہ کو اقوام عالم میں جو مقام اور عزت حاصل ہوئی ہے، اس کے بنیادی سبب دو تھے ایک تو یہ کہ خلافت اقامت دین کے لئے رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا نام ہے، دوسرے یہ کہ خلافت کے ساتھ امت کی وحدت کا تصور بھی وابستہ ہے۔ خلافت میں رسول اللہ ﷺ کی جانشینی اور امت واحدہ کے شعور نے خلیفہ کو دنیا بھر کے مسلمانوں میں بہت عزت اور احترام کا مقام عطا کر دیا تھا۔ خلافت بعض ادوار میں غیر متحرک ہونے کے باوجود وہ امید کی کڑی تھی جو مسلمانوں کا وفاق اور نقطہ اتحاد بن سکے۔

یہودی مسلمانوں کی اس عظمت و قوت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور اس لئے بھی کہ خلافت ان کے بے جا عزائم کی راہ میں رکاوٹ تھی۔

انیسویں صدی کے آخر میں صیہونیت کے سیاسی پروگرام کا آغاز ہوا۔ تھیوڈور ہرزل

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(Theodor Herzl---1860-1904) نے اس منصوبہ کی بنیاد رکھی۔ اس نے اپنی کتاب (Der Juden stoat یہودی ریاست) میں یہودیوں کی علیحدہ ریاست کا تصور دیا اور ساتھ ہی اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں شروع ہوگئیں۔ 1897ء میں پہلی عالمی صیہونی کانگریس کا انعقاد باسل (Basle) میں ہوا۔ اس کے ذریعہ بظاہر تو بنیادی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا تھی کہ یہودیوں کے کچھ قومی و سیاسی مسائل ہیں، اقوام عالم کو ان مسائل کو حل کرنے میں مدد کرنا چاہئے۔[٦] اگر معاملہ اسی حقیقت تک محدود ہوتا تو اس میں کوئی ہرج بھی نہیں تھا لیکن یہودیوں کا اصل پروگرام خفیہ تھا، یہودی نسل اور ریاست کی تعمیر میں بہت سی اقوام کی تباہی کا منصوبہ مضمر تھا۔ یہودیوں کے ان سازشی منصوبوں میں استعماری قوتیں بھی شریک ہوگئیں تھیں۔

یہودیوں کا سب سے بڑا ہدف مسلمانوں کا نظم خلافت تھا۔ یہودی اسے ہر صورت میں ختم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ اپنے مزاج، عناصر اور جذبہ ایمانی کی بدولت اگر کوئی قوم یہود اور شر کے مقابلہ کی قوت رکھتی ہے تو وہ فطری حریف صرف ملت اسلامیہ ہے۔ ان مذموم مقاصد کے حصول کے لئے صیہونی طاقتوں نے دو محاذوں پر کام شروع کیا۔ ایک طرف ترکی کے اندرونی محاذ پر زیر زمین کام شروع کیا اور داخلی مسائل پیدا کرکے حکومت کو کمزور کرنے کی کوششیں کیں۔ دوسری طرف عربوں میں نیشنل ازم اور علاقائیت کے جراثیم پیدا کرکے انہیں خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔

صیہونی طاقتوں نے مشرق وسطیٰ میں اپنے منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے برطانوی نژاد ایک فرد تھامس ایڈورڈ لارنس (1888ء-1935ء) کو خاص طور پر یہ ذمہ داری سپرد کی کہ وہ فلسطین، شام اور جزیرہ عرب میں عرب شیوخ اور امراء کو بغاوت پر آمادہ کرے۔

لارنس آثار قدیمہ کا ماہر تھا۔ آثار قدیمہ کے مطالعہ کے بہانے اس نے بارہا عرب ممالک کا دورہ کیا۔ کالج کے زمانہ میں اسے قرون وسطیٰ میں فوجی فن تعمیر سے خاص دلچسپی رہی، اس نے فرانس میں صلیبی دور کے قلعوں کا مطالعہ کیا، شام اور فلسطین کی جنگی اہمیت کی عمارتوں پر تحقیق کی اور اس موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ جیسس کالج آکسفورڈ میں پیش کرکے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ 1914ء کے آغاز میں لارنس نے اپنے ساتھیوں وولی (Wolley) اور کیپٹن نیوکومب (Newcomb) کے ساتھ صحرائے سینا کی سیاحت کی اور اس سارے علاقے کا بغور مطالعہ کیا، خاص طور پر نہر سویز کے مشرق میں ترکی کی سرحد سے متصل علاقوں کا سروے کیا۔ غزہ اور عقبہ جیسے علاقے جو حربی نقطہ نگاہ سے بہت اہم تھے، کا جائزہ لیا اور ان علاقوں کے نقشے تیار کئے۔

پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو لارنس لندن کے جنگی ہیڈ کوارٹر میں ماہر نقشہ نویس کی حیثیت سے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

بھرتی ہوگیا، جہاں اس نے صحرائے سینا کے نقشے تیار کرکے فوج کے حوالے کئے۔ لارنس نے نہ صرف یہ کہ نقشوں کی تیاری میں حکومت برطانیہ کی مدد کی بلکہ مشرق وسطی سے متعلق اپنی معلومات و تجربہ کی روشنی میں ایسے مشورے بھی دیئے جس پر عمل کرکے خلافت عثمانیہ کو نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ لارنس کی ان خدمات کے پیش نظر حکومت نے اسے فوج کی خفیہ سروس کے محکمہ میں لیفٹننٹ کی حیثیت سے بھرتی کرکے قاہرہ بھیج دیا جہاں اس نے ترک افواج کے بارے میں راز حاصل کئے۔ ترکی کے زیر انتظام عرب علاقوں کے نقشے بنائے۔ عربوں میں رہ کر لارنس نے عربی زبان پر مہارت حاصل کرلی اور وہ عرب تہذیب و ثقافت سے بھی خوب واقف ہوگیا تھا۔ خفیہ ایجنسیوں نے جلدی اسے گرین سگنل دے دیا کہ وہ عربوں میں عرب قومیت اور علاقائیت کے نظریہ کو ابھارے اور اس کی بنیاد پر عربوں کو ترکی کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرے۔

لارنس نے تو پہلے سے ہی عربوں سے اچھے تعلقات بنا رکھے تھے۔ اس نے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرکے عربوں کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرلیا، اس بغاوت میں سب سے نمایاں کردار امیر مکہ حسین بن علی کا تھا جسے یہ لالچ دیا گیا کہ وہ سارے عرب کا حکمران بنا دیا جائے گا۔ اس سازش میں امیر مکہ کے بیٹے عبداللہ اور فیصل بھی شریک ہوگئے۔ فیصل ان دونوں عرب فوج کے ایک دستہ کا کمانڈر تھا۔ کچھ اور بااثر شیوخ بھی امیر مکہ کے ساتھ شریک ہوگئے۔ ان کی مدد سے لارنس نے ترکوں کے خلاف گوریلا جنگ کا سلسلہ شروع کردیا اور دمشق سے مدینہ منورہ تک پلوں، شاہراہوں اور ریلوے لائن کو نقصان پہنچایا جس سے ترکوں کی سپلائی بری طرح متاثر ہوئی۔ ایسی افواہیں بھی پھیلائی گئیں جو عربوں اور ترکوں میں باہم نفرت پیدا کرسکتی تھیں۔ ادھر یہودی جنگ عظیم اول کے دوران اپنے خفیہ منصوبوں پر عمل درآمد میں معروف تھے اور اس جنگ سے ایسے نتائج حاصل کرنا چاہتے تھے جو ان کے صیہونی عزائم کو پورا کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوں۔ لارنس کو دونوں کا تعاون حاصل تھا، برطانوی استعمار کا بھی اور صیہونی قوتوں کا بھی۔ لارنس کو جلد ہی فیصل کی فوج میں لیفٹننٹ کرنل کا عہدہ دے دیا گیا۔ حکومت برطانیہ کی جانب سے باغی قوتوں کو مالی امداد بھی دی گئی اور اسلحہ بھی سپلائی کیا گیا۔ ادھر امیر مکہ کو یہ لالچ دیا گیا کہ یہ سب کچھ اس کی آزاد مملکت کے قیام کے لئے کیا جارہا ہے اور یہ کہ بہت جلد اس کی تاج پوشی کی تقریب کی جائے گی۔

یہودیوں کی سازشیں رنگ لائیں اور بالآخر 1918ء میں ترکوں کا شام پر اقتدار ختم ہوگیا، لارنس اور اس کے گوریلوں نے ترکوں کو اس محاذ پر سخت نقصان پہنچایا۔ لارنس نے اس جنگ میں بہت ہی سفاکی کا مظاہرہ کیا۔ اس نے عرب فوج کو حکم دیا کہ وہ ترکیوں کو جنگی قیدی نہ بنائیں بلکہ انہیں موقع پر ہی گولی مار دیں اس طرح ترکوں کا بہت بڑا جانی نقصان ہوا۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ترکوں کا اقتدار ختم ہوتے ہی لارنس اور استعماری قوتیں اپنے وعدوں سے پھر گئیں۔ امیر مکہ سے جو وعدے کئے، وہ پورے نہیں ہوئے بلکہ ایک خفیہ معاہدہ کے تحت عراق و فلسطین پر برطانیہ قابض ہو گیا اور شام کے علاقہ پر فرانس نے تسلط جما لیا۔

خلافت عثمانیہ کے خلاف اندرونی محاذ پر یہودیوں نے جو سازشی جال پھیلایا اس کی ایک جھلک دکھانے کے لئے ہم خلیفہ عبدالحمید ثانی کا ایک تاریخی خط پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ حضرت ابوالشامات محمود آفندی علیہ الرحمہ کو اس وقت لکھا تھا جب عبدالحمید کو خلافت سے معزول کرکے جلاوطنی اور قید تنہائی پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

قارئین کرام اس خط کے مندرجات سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ امت مسلمہ کے نظم خلافت کو منہدم کرنے کے لئے صیہونی طاقتوں نے کیسی کیسی سازشیں کیں اور یہ کہ ان سازشوں میں کون کون شریک رہے۔ خط کا اردو ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

یا ھو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و افضل الصلوۃ و اتم التسلیم علی سیدنا
محمد رسول ﷺ رب العلمین و علی آلہ و صحبہ اجمعین الی یوم الدین

میں انتہائی نیاز مندی کے ساتھ طریقہ شاذلیہ کے اس عظیم المرتبت شیخ ابو الشامات آفندی کی خدمت اقدس میں، جن کے روحانی فیوض و برکات سے اپنے دور کے بڑے بڑے مشائخ کو روحانی جلا اور بالیدگی حاصل ہوئی ہے، یہ عرضداشت پیش کرتا ہوں:

اولاً میں اپنے محترم شیخ کے بابرکت ہاتھوں کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت والا مجھے اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

تقدیم احترام کے بعد عرض گذار ہوں کہ مجھے آپ کا اس سال (۱۹۱۳ء) ۲۲ مئی کا لکھا ہوا گرامی نامہ موصول ہوا۔ میں تہہ دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس نے آنجناب کو ہر طرح خیر و عافیت سے رکھا۔

سیدی! اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا فضل و کرم ہے اور انہی کی توفیق سے میں طریقہ شاذلیہ کے وظائف، پابندی کے ساتھ دن رات پڑھ رہا ہوں۔ جناب والا سے یہ میری عاجزانہ درخواست ہے کہ میرے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا فرماتے رہیں۔ میں ہمیشہ سے آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

اس مختصر سی درخواست کے بعد میں جناب محترم اور آپ جیسے مخلص علماء کرام دینی قیادت رکھنے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

والوں، امت مسلمہ کے تمام سنجیدہ اور عقل سلیم رکھنے والوں اور آئندہ آنے والی نسلوں کی خدمت میں درج ذیل تاریخی امانت پیش کرتا ہوں:

جناب والا! میں یہ بات صاف صاف بتانا چاہتا ہوں کہ امت مسلمہ کی خلافت کی ذمہ داریوں سے از خود دست بردار نہیں ہوا بلکہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ یونینیٹ پارٹی جو جوانان ترک کے نام سے مشہور ہے، نے میرے راستہ میں بے شمار رکاوٹیں پیدا کردی تھیں، مجھ پر بہت زیادہ اور ہر طرح کا دباؤ ڈالا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مجھے دھمکیاں دیں اور سازشوں کے ذریعہ مجھے خلافت چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یونینیٹ پارٹی نے پہلے تو مجھ پر اس بات کے لئے دباؤ ڈالا کہ میں مقدس سرزمین فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کے قیام سے اتفاق کرلوں۔ مجھے اس پر مجبور کرنے کی کوششیں بھی کیں لیکن ان کے تمام دباؤ کے باوجود میں نے اس مطالبہ کو ماننے سے صاف انکار کردیا۔ میرے اس انکار کے بعد ان لوگوں نے مجھے ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا دینے کی پیش کش کی۔ میں نے اس پیش کش کو بھی یہ کہہ کر رد کردیا کہ یہ ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا تو ایک طرف اگر تم یہ کرہ ارض سونے سے بھر کر پیش کرو تو میں اس گھناؤنی تجویز کو نہیں مان سکتا۔ میں تیس سال سے زیادہ عرصہ تک امت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت کرتا رہا ہوں۔ اس تمام عرصہ میں، میں نے کبھی بھی اس امت کی تاریخ کو داغدار نہیں کیا۔ اس طرح میرے آباؤ اجداد اور خلافت عثمانیہ کے حکمرانوں نے بھی ملت اسلامیہ کی خدمت کی ہے اس کی تاریخ کو تابناک رکھا ہے۔ لہٰذا میں کسی صورت اور کسی حالت میں بھی اس تجویز کو نہیں مان سکتا۔

میرے اس طرح واضح انکار کے بعد مجھے خلافت سے ہٹانے کا فیصلہ کیا گیا اور اس فیصلہ سے مجھے مطلع کردیا گیا کہ مجھے سلانیک میں جلاوطن کیا جارہا ہے۔ مجھے اس فیصلہ ہی کو قبول کرنا پڑا۔ کیونکہ میں خلافت عثمانیہ اور ملت اسلامیہ کے چہرے کو داغدار نہیں کرسکتا تھا۔ خلافت کے دور میں فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کا قیام ملت اسلامیہ کے لئے انتہائی شرمناک حرکت ہوتی اور دائمی رسوائی کا سبب بنتا۔

خلافت ختم ہونے کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہوگیا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں اور ہمیشہ اس کا شکر بجالاتا ہوں (کہ اس رسوائی کا داغ میرے ہاتھوں نہیں لگا) میرے خیال میں جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ واقعات کو سمجھانے میں بہت مددگار ثابت ہوگا۔ بس اس عرض کے ساتھ میں اپنی تحریر ختم کرتا ہوں۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ کے متبرک ہاتھوں کو چومنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور پوری پوری امید کرتا ہوں کہ جناب میرے آداب و تسلیم کو قبول فرمائیں گے۔ تمام احباب اور دوستوں کو بھی میرا اسلام پیش کردیجئے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میرے مرشد! میں نے پوری دیانت داری کے ساتھ اس معاملہ کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے یہ میری دلی خواہش تھی کہ میں آپ اور آپ جیسے مخلص احباب کی توجہ اس معاملہ کی طرف مبذول کراؤں۔ انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ والسلام 22-ایلول 1329، (عثمانی کیلنڈر کے مطابق ستمبر ۱۹۱۳ء

ملت اسلامیہ کا خادم ـــــ عبدالحمید بن عبدالمجید

خلیفہ عبدالحمید کے اس خط کا بغور مطالعہ کریں تو بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر غیر متزلزل یقین تھا۔ یہ یقین ان کے ایمان کامل کی دلیل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایمان کا یہ درجہ جس کی جھلک ان کے مکتوب میں نظر آ رہی ہے انہیں قید تنہائی میں حاصل ہوا ہو۔ لیکن اس پورے خط کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان و یقین کا مضبوط درجہ قید و بند کی صعوبتوں سے پہلے بھی انہیں حاصل تھا۔ یہ ایمان کی قوت ہی تو تھی جس کی وجہ سے انہوں نے یہودیوں کی اتنی بڑی مادی پیش کش ٹھکرا دی اور ملت اسلامیہ کی تاریخ کو اپنے عہد میں داغدار ہونے سے بچائے رکھا۔ دوسرے یہ کہ اہل اللہ اور اہل علم سے انہیں گہرا قلبی تعلق تھا۔ خلیفہ ان کا جس قدر احترام کیا کرتے تھے اس کا اظہار ان کے اس خط کے ایک ایک لفظ سے ہوتا ہے۔ تزکیہ قلب و روح کے لئے وہ باقاعدہ سلسلہ شاذلیہ سے وابستہ تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ یہود اور مغرب کی سامراجی قوتوں کے سامنے عزم و استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے اور اپنے دور خلافت میں یہودیوں کو سرزمین فلسطین میں قطعہ زمین کسی قیمت پر بھی خریدنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک ترکی میں خلافت عثمانیہ قائم رہی اس وقت تک استعماری قوتوں کا فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

یہ ایسے حقائق ہیں جس پر امت مسلمہ کو غور و فکر کرنا چاہیے کہ کس قدر عیاری کے ساتھ اغیار نے ہمارا اجتماعی نظم تباہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا تعلیمی، تربیتی، معاشی اور معاشرتی نظام منتشر ہو کر رہ گیا۔

فاعتبروا یااولی الابصار

۱۔ المنافقون ۶۳-۷،۸ مزید تفصیلات کے لئے ان آیات مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں ـــــ ۲۔ الطبری، تاریخ ج۳، ص۱۳۶ ـــــ ۳۔ مصباح الاسلام فاروقی Jewish Conspiracy پروٹوکول نمبرا ـــــ ۴۔ ایضاً، پروٹوکول نمبر۱۶ (اس میں تعلیمی ادارے خصوصاً جامعات میں نصاب تعلیم، نظام تعلیم، طرز تعلیم اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کو تباہ کرنے کے یہودی منصوبہ کا ذکر ہے) ـــــ ۵۔ از گارودی، The Case of Israel (شروق انٹر نیشنل، لندن ۱۹۸۳ء، ص۷) ـــــ ۶۔ تفصیلات کیلئے: جدید انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، مقالہ لارنس، ٹی ای

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ